Open Access
ISSN E:2790-7694 ISSN P: 2790-7686
Journal Web: http://www.al-asr.pk

رؤیت ہلال کے متعلق فقہاء کی آراء کا تحقیقی و تقابلی مطالعہ

Different Opinions of Muslim Jurists about Moon Sighting (A comparative study)

Muhammad Mohib Ullah Azhar
Lecturer, Minhaj University Lahore. [muhibullahazhar@gmail.com]

Dr. Muhammad Sarwar
Assistant Professor
University of Veterinary & Animal Sciences, Lahore
sarwarsiddique@uvas.edu.pk

Dr. Muhammad Idrees
Lecturer and Researcher Maahad Islami Denmark

ABSTRACT

In this article, it will be reviewed how many and which methods of sighting the crescent moon are lawful and popular around the world in general and in the Indian subcontinent in particular among scholars. Also, which of them has been adopted by the Muslim Ummah? It is a fact that today Muslims all over the world start Ramadan and celebrate Eid according to the guidance of their local scholars after getting the certainty of sighting the moon. The reason is clear that they act according to their local sighting. At present, the following three methods are being adopted for sighting the crescent moon in Islamic countries around the world: 1. the first case is that the moon is seen for the month of Ramadan and Eid, and when the moon is completely clear then Ramadan and Eid start. 2. The second case is that if the moon is not visible due to the disorders, then according to the instructions of the Holy Prophet (blessing & peace be upon him), thirty days are completed.3. The third case is that the astronomers say that the moon will be visible on the horizon tonight, and if this is known through research, then it is acted upon. In the first case, visibility is in existence, active and direct, while in the latter two cases, visibility is not in existence but is active and indirect. In the article under review, the Sharia arguments about these three cases will be explained.

Keywords: Muslim Jurists, Moon, Opinion, Disorders

ابتدائیہ:

دنیا بھر میں بالعموم اور برصغیر پاک و ہند میں بالخصوص اہلِ علم کے ہاں رؤیتِ ہلال کے کتنے اورکون کون سے طُرُق معتبر اور رائج ہیں۔نیز ان میں سے کون سا طریقہ امتِ مسلمہ کی اکثریت نے اپنا رکھا ہے؟

یہ ایک حقیقت ہے کہ آ ج دنیا بھر کے مسلما ن اپنے مقا می علما ء کی رہنما ئی میں چا ند کی رؤیت کا یقین حا صل کرنے کے بعداس کے مطا بق رمضا ن کا آ غا ز کر تے ہیں اور عید منا تے ہیں ۔سبب اس کا واضح ہے کہ وہ اپنے مقا می مطلع کے مطا بق عمل کر تے ہیں۔دورِ حاضر میں دنیا بھر کے اسلامی ممالک میں رؤیتِ ہلال کیلئے درج ذیل تین طریقے اپنائے جا رہے ہیں ،پہلی صورت یہ ہے کہ ماہِ رمضان اور عیدین کے لئے چاند دیکھا جاتا ہے اور جب چاند بالکل صاف نظر آجائے تو رمضان اور عیدین کا آغاز کیا جا تا ہے،دوسری صورت یہ ہے کہ اگر عوارض کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے تو حضور نبی اکرم ﷺ کے ارشا د کے مطا بق اکما لِ عدت کیا جا تا ہے یعنی تیس دن پورے کئے جا تے ہیں، تیسری صورت یہ ہے کہ ما ہرینِ فلکیا ت بتا تے ہیں کہ آ ج رات چا ند افق پر قا بلِ رؤیت ہو گا اور یہ بات تحقیقی طور پر معلو م ہو جائے تو اس پر عمل کیا جا تا ہے۔

پہلی صورت میں رؤیت با لفعل ، با لذات اور بلا واسطہ مو جو د ہے جبکہ بعد والی دو صورتوں میں رؤیت بالقوۃ اور با لواسطہ مو جو د ہے۔زیرِ نظر مضمون میں ان تینوں صورتوں کے بارے میں شرعی دلائل بیان کئے جائیں گے۔

اسلام ایک دینِ فطرت اورمکمل ضا بطہ حیات ہے جوقیامت تک پیش آمدہ مسا ئل کا مکمل، ٹھوس اور شافی حل فراہم کرتا ہے۔ انحصار اس بات پر ہےکہ اہلِ علم ، کتاب و سنت کے بحر ذخّار میں کہاں تک غوطہ زنی کرتے ہیں ہماری اکثر عبادات مؤقت ہیں۔ نماز،روزہ اور حج کے اوقات کا تقرّر سورج اور چاند کے طلوع وغروب سے تعلق رکھتا ہے۔ رمضان المبارک، عیدین اور حج جیسے اسلامی شعا ئرکی ادائیگی چاند کی معینہ تاریخ کیساتھ مختص ہے اور چاند کی تاریخ متعین کرنے کے لئے قمری مہینہ کی ابتداء کا جاننا ضروری ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاءً وَالْقَمَرَ نُورًا وَقَدَّرَهُ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ۔ (1)

’’وہی تو ہے جس نے سورج اور چاند کو روشنی(کا ذریعہ) بنایا اور چاند کی منزلیں مقرر کریں تاکہ تم سالوں کی تعداد اور حساب کا علم حاصل کر سکو‘‘۔

چنانچہ علم الہیئت ، فلکیات اور حساب اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے طبقہ انبیاء میں سے اپنے نبی حضرت ادریس علیہ السلام کو عطا فرمایا۔ علامہ عبد الوہّاب نجار ، حضرت ادریس علیہ السلام کے تذکرہ میں تحریر فرماتے ہیں:

وہو اول من استخرج الحکمۃ وعلم النجوم فان اللہ عزوجل فھمہ اسرار الفلک وترکیبہ ونقط اجتماع الکواکب فیہ افہمہ عدد السنین والحساب ولو لا ذلک لم تصل الخواطر باستقراءھا ذلک۔ (2)

''حضرت ادریس علیہ السلام پہلی ہستی ہیں جنہوں نے علمِ حکمت و نجوم کی ابتداء کی ۔کیونکہ اللہ نے ان کو افلاک اور ان کی ترکیب ، کواکب کے اجتماع و افتراق کے نقاط اور ان کے باہم کشش کے رموزواسرار کی تعلیم دی۔ اور ان کو علمِ اعداد و حساب کا عا لم بنایا۔ اور اگر اس پیغمبر ِخدا کے ذریعہ اس علم کا انکشاف نہ ہوتا تو انسانی طبا ئع کی رسائی وہاں تک مشکل تھی''۔

احادیثِ مبارکہ میں رؤیتِ ہلال کا بیان:

رؤیتِ ہلال اور عارض(ابرو بادل)کی وجہ سے عدمِ رؤیت کی صورت میں تیس دن پورے کرنے پر رسول اللہ ﷺ کی درج ذیل احادیث بنیاد فراہم کرتی ہیں:

1. عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ رَمَضَانَ فَقَالَ: لاَ تَصُومُوا حَتَّى تَرَوُا الْهِلاَلَ، وَلاَ تُفْطِرُوا حَتَّى تَرَوْهُ، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوا لَهُ ۔(3)

''حضر ت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسو ل اللہ ﷺ نے رمضا ن کا ذکر کر تے ہو ئے فرمایا :اس وقت تک روزہ نہ رکھو جب تک (رمضا ن کا)چا ند دیکھ نہ لو اور اس وقت تک افطار نہ کرو جب تک کہ (شوال کا) چا ند دیکھ نہ لو۔اوراگر تم پرمطلع ابر آلود ہو تو (با قی مہینوں کے مطا بق) اس کی مقدار پوری کر لیا کرو''۔

2. عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ لَيْلَةً، فَلاَ تَصُومُوا حَتَّى تَرَوْهُ، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا العِدَّةَ ثَلاَثِينَ ۔(4)

''حضر ت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسو ل اللہ ﷺ نے ارشا د فرما یا : مہینہ انتیس راتو ں کا ہو تا ہے پس جب تک چا ند نہ دیکھ لو روزہ نہ رکھو۔سو ا گر تم پر مطلع ابرآلود ہو تو تیس کا عدد پورا کر لیا کرو''۔

3. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوْ قَالَ: قَالَ أَبُو القَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ، فَإِنْ غُبِّيَ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلاَثِينَ ۔(5)

''حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ بیا ن کر تے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ یا ابوالقاسم ﷺ نے فرما یا :چاند دیکھ کر روزہ رکھو اورچاند دیکھ کر افطار کر و۔پس اگر تم پر مطلع ابرآلود ہو تو شعبا ن کے تیس دن پورےکر لیا کرو''۔

4. عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ذَكَرَ رَمَضَانَ فَقَالَ: «لَا تَصُومُوا حَتَّى تَرَوُا الْهِلَالَ، وَلَا تُفْطِرُوا حَتَّى تَرَوْهُ، فَإِنْ أُغْمِيَ عَلَيْكُمْ فَاقْدِرُوا لَهُ (6)۔

''حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما ،نبی اکر م ﷺ سے روایت کر تے ہیں کہ آ پ ﷺ نے فرمایا : جب تک چا ند نہ دیکھو روزہ نہ رکھو اور جب تک چا ند نہ دیکھو افطا ر نہ کر و ۔اور اگر تم پر مطلع صا ف نہ ہو تو شعبا ن کے مہینے کا (باقی مہینو ں پر)اندازہ کر لیا کرو''۔

5. عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ رَمَضَانَ، فَضَرَبَ بِيَدَيْهِ فَقَالَ: الشَّهْرُ هَكَذَا، وَهَكَذَا، وَهَكَذَا - ثُمَّ عَقَدَ إِبْهَامَهُ فِي الثَّالِثَةِ - فَصُومُوا لِرُؤْيَتِهِ، وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ، فَإِنْ أُغْمِيَ عَلَيْكُمْ فَاقْدِرُوا لَهُ ثَلَاثِينَ ۔(7)

''حضرت عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں (کی دس انگلیاں کو کھول کر) مارا اور (تین دفعہ فرمایا کہ) مہینہ اس طرح ہوتا ہے اور اس طرح ہوتا ہے اور اس طرح ہوتا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا انگوٹھا مبارک تیسری دفعہ چھپایا (یعنی مہینہ انتیس کا بھی ہوتا ہے) اور فرمایا کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو۔ پس اگر تم مطلع مستور ہو جائے تو مہینے کا اندازہ تیس پر کر لیا کرو''۔

6. عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّمَا الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ فَلَا تَصُومُوا حَتَّى تَرَوْهُ، وَلَا تُفْطِرُوا حَتَّى تَرَوْهُ، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدِرُوا لَهُ ۔(8)

''حضرت ابنِ عمرؓ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مہینہ انتیس کا بھی ہوتا ہے پس جب تک چاند دیکھ نہ لو روزہ نہ رکھو اور جب تک چاند دیکھ نہ لو افطار بھی نہ کرو۔سو تم پر اگر مطلع چھپا ہوا ہو تو اس ماہ (کی مقدار) کا باقی مہینوں کے ساتھ اندازہ کر لو''۔

7. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُومُوا، وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَصُومُوا ثَلَاثِينَ يَوْمًا۔(9)

''حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو پس اگر تم پر مطلع ابر آلود ہو جائے تو(رمضا ن کے لئے) تیس دن روزے رکھو''۔

8. عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَصُومُوا قَبْلَ رَمَضَانَ، صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ، فَإِنْ حَالَتْ دُونَهُ غَيَامَةٌ، فَأَكْمِلُوا ثَلَاثِينَ يَوْمًا۔(10)

''حضر ت ابنِ عبا س رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسو ل اللہ ﷺ نے فرما یا : رمضا ن سے (ایک دو دن) پہلے روزہ نہ رکھو۔(رمضا ن کا)چا ند دیکھ کر روزہ رکھو اور (شوال کا)چا ند دیکھ کر افطا ر کرو۔پس اگر رمضا ن کا چا ند

دیکھنے میں مطلع پر رکا وٹ حائل ہو(یعنی مطلع صاف نہ ہو) تو تیس دن مکمل کر لو‘‘۔

9. عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تُقَدِّمُوا الشَّهْرَ حَتَّى تَرَوُا الْهِلَالَ، أَوْ تُكْمِلُوا الْعِدَّةَ، ثُمَّ صُومُوا حَتَّى تَرَوُا الْهِلَالَ، أَوْ تُكْمِلُوا الْعِدَّةَ۔[11]

’’حضر ت حذیفہ رضی اللہ سے روایت ہےکہ رسو ل اللہ ﷺ نے فرمایا :چا ند دیکھنے سے پہلے روزے شروع نہ کر دیا کرو یا گنتی پوری کر کے روزے رکھا کرو یہا ں تک کہ تم چا ند دیکھ لو یا (اگر کسی عارضہ کی وجہ سے چا ند نظر نہ آ ئے توتیس دن کی) گنتی پوری کر و‘‘۔

10. عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه و سلم : إذا رأيتم الهلال فصوموا . وإذا رأيتموه فأفطروا . فإن غم عليكم فصوموا ثلاثين يوما۔[12]

’’حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :چا ند دیکھ کر (رمضا ن کا) روزہ رکھو اور (شوال کا) چا ند دیکھ کر افطا ر کرو۔پس اگر تم پر مطلع ابر آ لو د ہو جا ئے تو تیس دن تک روزے رکھو‘‘۔

رؤیتِ ہلال کی صورتیں:

اہلِ علم کے ہاں اختلاف اس بات پر ہے کہ احادیث مبارکہ میں بار بار چاند کو دیکھنے کا حکم ہے لیکن جب چاند دیکھا جانا ممکن نہ ہو تو کیا کیا جائے؟

مندرجہ بالا احادیث مبارکہ کی روشنی میں فقہاء نے اثباتِ شَہر کیلئے تین طریقے اپنا ئے ہیں جو یہ ہیں:

۱۔ پہلی صورت یہ ہے کہ ماہِ رمضان اور عیدین کے لئے چاند دیکھا جائے اور جب چاند بالکل صاف نظر آجائے تو رمضان اور عیدین کا آغاز کیا جائے۔ اس لئے کہ صُومُوا لِرُؤيَتِہٖ وَ اَفْطِرُوا لِرُؤيَتِہٖ در حقیقت جملہ شرطیہ ہے۔ تقدیریوں ہو گی اِذَا رَأَيتُمُو ا الْهِلَالَ فَصُومُوا وَ اِذَا رَأَ يتُمُ الْهِلَالَ فَاَ فْطِرُ وا۔ جیسا کہ حدیث ِ صحیحین مین صراحتًا آگیا ہے۔ اور یہ قاعدہ مسلمہ ہے کہ اذا وجد الشرط وجد المشروط واذا فات الشرط فات المشروط گویا صومِ رمضان کی علت رؤیتِ ہلال ہے جیسا کہ لرؤیتہ کا حرف لام اس پر دال ہے۔ پس صوم کا تحقق اس وقت ہو گا جب رؤیت ہلال ہو۔ نیز حدیث کے اس جملہ میں رؤیت بالفعل کا بیان ہے۔

۲۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اگر عوارض (ابرو بادل)کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے تو حضور نبی اکرم ﷺ کے ارشا د فَاِ نْ غُمَّ عَلَيكُمْ فَاَ كْمِلُو ا عِدَّةَ ثَلَا ثِينَ کے مطابق اکما لِ عدت کیا جا ئے ۔ اس ارشادِ نبوی ﷺ میں غور کر نے سے صاف پتہ چلتا ہے کہ چا ند افق پر موجو د ہو اور عدمِ ما نع کی صورت میں قا بلِ رؤیت بھی ہو تو پھر تکمیل عدت کی صورت میں آ غاز ِ رمضان کیا جائے۔ لہٰذ ا حکم اس چا ند پر لگا یا جا ئے گا جو قا بلِ رویت ہو بشرطیکہ کو ئی ما نع عن الرؤیت نہ ہو ۔ اگر چا ند قا بلِ رؤیت ہی نہ ہو (جیسا کہ

محاق؛Conjunction of Moon) تو وہ شرعی حکم سے خارج ہے اور وہ محلِّ بحث ہی نہیں۔پس صرف وجو دِ قمر(Birth of Moon) پر حکم لگا نا منشاءِ شا رع علیہ السلا م کے سراسر منا فی ہے کیو نکہ ایسے چا ند کی رؤیت ننگی آ نکھ سے ممکن ہی نہیں،نیز ایسا چا ند محا ق ہے ہلا ل نہیں جبکہ شا رع علیہ السلا م نے ہلا ل کو دیکھنے کا حکم دیا ہے محا ق کو نہیں۔

۳۔ تیسری صورت یہ ہے کہ ما ہرینِ فلکیا ت بتا دیں کہ آ ج را ت چا ند افق پر قا بلِ رؤیت ہو گا اور یہ بات تحقیقی طور پر معلو م ہو جائے تو اس پر عمل کیا جا ئے۔کیو نکہ یہ بھی آ غا زِ عد ت کی ایک صورت ہے جس پر عمل کر نا با لکل قرینِ قیا س اور شریعت کے قریب تر ہے۔

یا د رہے کہ ان تینو ں صورتو ں میں رؤیتِ ہلا ل کو بنیا دی حیثیت حا صل ہے اور تینو ں صورتوں میں رؤیت مو جو د ہے۔ البتہ پہلی صورت میں رؤیت با لفعل ، با لذات اور بلا واسطہ مو جو د ہے جبکہ دوسری اور تیسری صورت میں رویت با لقوۃ اور با لواسطہ مو جو د ہے۔مگر ہر حا ل میں رؤیت ہی بنیا د ہے۔

اب ان تینوں صورتوں پر فقہائے اسلام کے دلائل نقل کئے جاتے ہیں:

پہلی صورت ۔ رؤیتِ ہلا ل :

مذاہبِ اربعہ کے فقہاء نے نئے مہینے کی ابتدا کیلئے رؤیت ہی کو اصل اور بنیاد قرار دیا ہے۔اس ضمن میں ان کے دلائل حسبِ ذیل ہیں:

1. امام مالکؒ بن انس کے مذہب کے مطابق تحدیدِ رمضان کیلئے رؤیتِ ہلال شرط ہے۔

*امام قرطبیؒ مالکی لکھتے ہیں:

فَإِنَّ الْعُلَمَاءَ أَجْمَعُوا عَلَى أَنَّ الشَّهْرَ الْعَرَبِيَّ يَكُونُ تِسْعًا وَعِشْرِينَ وَيَكُونُ ثَلَاثِينَ، وَعَلَى أَنَّ الِاعْتِبَارَ فِي تَحْدِيدِ شَهْرِ رَمَضَانَ إِنَّمَا هُوَ الرُّؤْيَةُ، لِقَوْلِهِ - عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ :صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ۔(13)

''پس علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ عربی مہینہ کبھی انتیس دن کا ہوتا ہے اور کبھی تیس دن کا۔ اور ان کا اس بات پر بھی اجماع ہے کہ ماہِ رمضان کی تحدید میں رؤیت کا اعتبار ہوگا رسول اللہﷺ کے اس فرمان کی بنا پہ: صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ کہ چاند کی رؤیت کی بنا پہ روزہ رکھو اور چاند کی رؤیت کی بنا پہ إفطار کرو''۔

*امام ابنِ حاجبؒ مالکی اس ضمن میں تحریر کرتے ہیں:

وَيُعْرَفُ رَمَضَانُ بِأَمْرَيْنِ - أَحَدُهُمَا: الرُّؤْيَةُ إِمَّا بِالْخَبَرِ الْمُنْتَشِرِ، أَوْ بِالشَّهَادَةِ۔۔۔ الثَّانِي: إِتْمَامُ ثَلاثِينَ، وَلَوْ غُمَّ شُهُوراً مُتَعَدِّدَةً، وَلا يُلْتَفَتُ إِلَى حِسَابِ الْمُنَجِّمِينَ اتِّفَاقاً۔(14)

''اوررمضان کی (آمد کی) معرفت دو أمور سے ہوتی ہے؛ جن میں سے ایک رؤیت ہے خواہ وہ خبرِ منتشر سے ہو یا شہادت سے ہو۔۔۔جبکہ دوسرا طریقہ

(شعبان کے) تیس روز پورے کرنا ہے اگرچہ متعدد مہینوں سے مطلع ابرآلود ہو۔اورمنجمین کے حساب کی طرف بالاتفاق توجہ نہیں کی جا ئے گی''۔

*علامہ صاوی رؤیت کا اثبات اور علمِ نجوم کی نفی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(لَا) يَثْبُتُ الْهِلَالُ (بِقَوْلِ مُنَجِّمٍ) أَيْ مُؤَقِّتٍ يَعْرِفُ سَيْرَ الْقَمَرِ لَا فِي حَقِّ نَفْسِهِ وَلَا غَيْرِهِ؛ لِأَنَّ الشَّارِعَ أَنَاطَ الصَّوْمَ وَالْفِطْرَ وَالْحَجَّ بِرُؤْيَةِ الْهِلَالِ لَا بِوُجُودِهِ۔(15)

''منجم کے قول سے ہلال ثابت نہیں ہوتا۔یعنی (مؤقت) وہ وقت بتانے والا جو چاند کی گردش کی معرفت رکھتا ہے اس کا قول اس کے اپنے لئے معتبر ہے نہ ہی اس کے غیر کیلئے۔کیونکہ شارع علیہ السلام نے روزہ،افطاراورحج کو رؤیتِ ہلال سے مشروط کیا ہے نہ کے وجودِ قمر سے''۔

2. امام محمد بن ادریس شافعیؒ کے مذہب کے مطابق رؤیت ہلال کے بغیر صومِ رمضان واجب نہیں ہوتا :

*ابواسحاق شیرازی اس حوالے سے لکھتے ہیں:

ولا يجب صوم رمضان إلا برؤية الهلال فإن غم عليهم وجب عليهم استكمال شعبان ثلاثين يوماً ثم يصومون لما روى ابن عباس رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: صوموا لرؤيته وأفطروا لرؤيته فإن غم عليكم فأكملوا العدة ولا تستقبلوا الشهر استقبالاً۔(16)

''اوررؤیت ہلال کے بغیر رمضان کا روزہ واجب نہیں ہوتا۔پس اگر لوگوں پر مطلع ابرآلود ہو تو ان پر واجب ہے کہ شعبان کے تیس دن پورے کریں جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:چاندکی رؤیت کی بنا پر روزہ رکھو اور چاند کی رؤیت کی بنا پر افطارکرو۔اوراگر تم پر مطلع ابرآلود ہو تو (تیس دن کی) گنتی پوری کرو اور نئے مہینے کا آغاز نہ کرو''۔

*امام بغویؒ ، مذہبِ شافعی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

يجب صوم رمضان برؤية الهلال، أو باستكمال شعبان ثلاثين، ولا يجوز تقليد المُنجم في حسابه؛ لا في الصوم، ولا في الإفطار. (17)

''رمضان کا روزہ رؤیتِ ہلال سے واجب ہوتا ہے یا شعبان کے تیس دن پورے کرنے سے۔اورمنجم کی تقلید کرنا روزے کے حساب کیلئے جائز نہیں ہے؛ نہ روزے رکھنے کیلئے اور نہ ہی إفطار کیلئے''۔

3. امام احمد بن حنبلؒ کے ہاں بھی روزہ رؤیتِ ہلال کے بغیر واجب نہیں ہوتا۔

*آپ کے فقہی مکتب کے عظیم مؤید ابنِ قدامہ حنبلیؒ مقدسی رقمطراز ہیں:

وَفِي الْجُمْلَةِ لَا يَجِبُ الصَّوْمُ إلَّا بِرُؤْيَةِ الْهِلَالِ، أَوْ كَمَالِ شَعْبَانَ ثَلَاثِينَ يَوْمًا۔ (18)

''اورفی الجملہ رؤیتِ ہلال کے بغیر یا شعبان کے تیس دن مکمل کئے بغیر روزہ واجب نہیں ہوتا''۔

*علامہ ابنِ تیمیہؒ شافعی اس حوالے سے لکھتے ہیں:

ويجب بأحد ثلاثة أشياء: كمال شعبان ورؤية هلال رمضان ووجود غيم أو قتر ليلة الثلاثين يحول دونه۔[19]

''اور روزہ تین اشیاء میں سے کسی ایک کے پائے جانے سے واجب ہوتا ہے: شعبان کے (تیس دن) مکمل ہو جانے سے، اوررمضان کے ہلال کی رؤیت سے اور تیسویں رات میں بادل یا غبار کے (ہلال کے درمیان) حائل ہوجانے سے''۔

4. امام ابوحنیفہؒ کے مذہب کے مطابق بھی روزے کے وجوب کیلئے رؤیت ہلال ضروری ہے:

*علامہ مرغینانی اس حوالے سے رقمطراز ہیں؛

وينبغي للناس أن يلتمسوا الهلال في اليوم التاسع والعشرين من شعبان فإن رأوه صاموا وإن غم عليهم أكملوا عدة شعبان ثلاثين يوما ثم صاموا لقوله صلى الله عليه وسلم صوموا لرؤيته وأفطروا لرؤيته فإن غم عليكم الهلال فأكملوا عدة شعبان ثلاثين يوما۔[20]

''اورلوگوں کو چاہئیے کہ انتیس شعبان کو ہلال کو تلاش کریں۔پس اگر اس کی رؤیت ہو جائے تو روزہ رکھیں اوراگر ان پر مطلع ابرآلود ہو تو شعبان کے تیس دن مکمل کریں پھر روزہ رکھیں،رسول اللہﷺ کے اس فرمان کی بنا پہ کہ چانددیکھ کرروزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطارکرو اور اگر تم پر ہلال ابرآلود ہو جائے تو شعبان کے تیس دن مکمل کرو''۔

*فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

يَجِبُ أَنْ يَلْتَمِسَ النَّاسُ الْهِلَالَ في التَّاسِعِ وَالْعِشْرِينَ من شَعْبَانَ وَقْتَ الْغُرُوبِ فَإِنْ رَأَوْهُ صَامُوهُ وَإِنْ غُمَّ أَكْمَلُوهُ ثَلَاثِينَ يَوْمًا۔[21]

''شعبان کی انتیس کو غروب کے وقت لوگوں پر چاند کو تلاش کرنا واجب ہے۔پس اگر وہ چاند دیکھ لیں تو روزہ رکھیں اور اگر مطلع ابرآلود ہو تو تیس دن پورے کریں''۔

*امام جصاصؒ اس ضمن میں لکھتے ہیں:

وإذا مضى من شعبان تسعة وعشرون يومًا طلب الهلال، فإن رئي: فقد وجب الصوم، وإن لم ير: أكمل شعبان ثلاثين يومًا، ثم استقبل الصيام۔[22]

''اورجب شعبان کے انتیس دن گذر جائیں تو ہلال کو طلب (تلاش) کیا جائیگا۔پس اگر وہ نظرآجائے تو روزہ واجب ہو جا ئیگا۔اوراگرنظر نہ آئے تو شعبان کے تیس دن پورے کئے جائیں گے پھر صیام کا آغاز کیا جائے گا''۔

*امام سرخسیؒ لکھتے ہیں:

وَإِنْ صَامَ أَهْلُ الْمِصْرِ مِنْ غَيْرِ رُؤْيَةِ الْهِلَالِ وَلَمْ يَصُمْ رَجُلٌ مِنْهُمْ حَتَّى أَبْصَرَ الْهِلَالَ مِنْ الْغَدِ فَصَامَ أَهْلُ الْمِصْرِ ثَلَاثِينَ يَوْمًا وَالرَّجُلُ تِسْعَةً وَعِشْرِينَ يَوْمًا فَلَيْسَ عَلَى الرَّجُلِ قَضَاءُ شَيْءٍ وَقَدْ أَخْطَأَ أَهْلُ الْمِصْرِ حِينَ صَامُوا بِغَيْرِ رُؤْيَةِ الْهِلَالِ لِقَوْلِهِ

ﷺ«صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا شَعْبَانَ ثَلَاثِينَ يَوْمًا» فَأَهْلُ الْمِصْرِ خَالَفُوا أَمْرَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺفَكَانُوا مُخْطِئِينَ. (23)

''اوراگراہلِ شہرنے رؤیتِ ہلال کے بغیرروزہ رکھ لیا اوران میں سے ایک شخص نے روزہ نہیں رکھا یہاں تک کہ اگلے دن کو اس نے چاند دیکھ لیا اور (اس کے نتیجے میں) اہلِ شہر نے تیس روزے رکھے اور اس شخص نے انتیس دن پورے کئے (مگرروزہ نہیں رکھا) تو اس شخص پہ قضا نہیں ہے۔اوراہلِ شہرنے جو رؤیت کے بغیر روزہ رکھا ہے تو خطا کی ہے۔رسول اللہﷺ کے اس فرمان کی بنا پہ: چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر إفطار کرو پس اگر تم پر مطلع ابرآلود ہو تو شعبان کے تیس دن پورے کرو۔تو اہلِ شہر نے رسول اللہ ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی کی ہے جس کی بنا پہ وہ مخطی ہیں''۔

*عرب کے متاخرین علماء میں سے شیخ بن باز اس ضمن میں لکھتے ہیں:

الاعتماد في إثبات شهر رمضان وشهر شوال وشهر ذي الحجة على الرؤية لا على الحساب؛ لقول النبي صلى الله عليه وسلم : صوموا لرؤيته وأفطروا لرؤيته ، فإن غم عليكم فأكملوا العدة ثلاثين. ولا يجوز الاعتماد على الحساب؛ لأن ذلك مخالف لسنة النبي صلى الله عليه وسلم الثابتة عنه في الصحيحين وغيرهما.(24)

''رمضان،شوال اورذی الحجۃ کے مہینوں کی اثبات کیلئے رؤیت پر اعتماد کیا جاتا ہے نہ کہ حساب پر۔نبیﷺ کے اس فرمان کی بنیاد پر:چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر إفطار کرو اور اگر تم پر مطلع ابرآلود ہو تو تیس کی گنتی پوری کرو۔اورحساب پر اس لئے اعتماد نہیں کیا جاتا کہ یہ نبی ﷺ کی سنت کے مخالف ہے جو کہ صحیحین اور دیگر کتب سے ثابت ہے''۔

دوسری صورت ۔ اِکمالِ عدّت:

دوسری صورت یہ ہے کہ اگر عوارض (ابرو بادل)کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے تو مذکورہ بالا احادیثِ مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ کے ارشا د فَاِ نْ غُمَّ عَلَیکُمْ فَاَ کْمِلُو ا عِدَّۃَ ثَلَا ثِینَ کے مطابق اِکما لِ عدت کیا جا ئے ۔ اس ارشادِ نبوی ﷺ میں غور کر نے سے صاف پتہ چلتا ہے کہ چا ند افق پر موجو د ہو اور عدمِ ما نع کی صورت میں قا بلِ رؤیت بھی ہو تو پھر تکمیل عدت کی صورت میں آ غاز ِ رمضان کیا جائے۔

لہٰذ ا حکم اُس چا ند پر لگا یا جا ئے گا جو قا بلِ رؤیت ہو بشرطیکہ کو ئی ما نع عن الرؤیت نہ ہو ۔ اگر چا ند قا بلِ رؤیت ہی نہ ہو (جیسا کہ محاق؛ Conjunction of Moon) تو وہ شرعی حکم سے خارج ہے اور وہ محلِّ بحث ہی نہیں۔

تیسری صورت۔ ماہرینِ فلکیات کی اطلاع

تیسری صورت (ما ہرینِ فلکیا ت بتا دیں کہ آ ج رات چا ند افق پر قا بلِ رؤیت ہو گا) کو بعض ائمہ حدیث نے فَاقْدِرُو ا لَہٗکے ذیل میں شما ر کیا ہے۔ذیل میں چند حوالہ جا ت ملا حظہ ہو ں؛

* وَفِي شَرْحِ السُّنَّةِ مَعْنَاهُ: التَّقْدِيرُ بِإِكْمَالِ الْعَدَدِ، يُقَالُ قَدَرْتُ الشَّيْءَ أَقْدِرُهُ قَدْرًا بِمَعْنَى قَدَّرْتُهُ تَقْدِيرًا، قَالَ ابْنُ الْمَلَكِ: ذَهَبَ بَعْضٌ إِلَى أَنَّ الْمُرَادَ بِهِ التَّقْدِيرُ بِحِسَابِ الْقَمَرِ فِي الْمَنَازِلِ، أَيِ اقْدِرُوا مَنَازِلَ الْقَمَرِ فَإِنَّهُ يَدُلُّكُمْ عَلَى أَنَّ الشَّهْرَ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ أَوْ ثَلَاثُونَ اهـ وَفِي شَرْحِ السُّنَّةِ قَالَ ابْنُ سُرَيْجٍ: فَاقْدِرُوا خِطَابُ مَنْ خَصَّهُ اللَّهُ بِهَذَا الْعِلْمِ، وَقَوْلُهُ: فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ خِطَابٌ لِلْعَامَّةِ ۔[25]

’’شرح السنۃ میں ہے کہ تقدیر بمعنیٰ اکما لِ عدد ہے جیسا کہ کہا جا تا ہے قَدَرْتُ الشَّيْءَ اور یہ قَدَّرْتُهُ تَقْدِيرًاکے معنیٰ میں ہے۔ ابنِ ملک نے کہا کہ بعض ائمہ اس طر ف گئے ہیں کہ فَا قْدِرُو ا لَہٗ سے مراد چا ند کا اس کی منا زل کے اعتبا ر سے مدت پو ری کرنا ہے یعنی چا ند کی منا ز ل کا عدد پورا کر و۔ پس وہ اس بات پر دا ل ہے کہ مہینہ انتیس دن کا ہو تا ہے یا تیس دن کا ۔اور اسی طر ح شرح السنۃ میں ابنِ سریج نے کہا کہ فَاقْدِرُو ا لَہٗخطا ب ہے ان لو گو ں سے جنہیں اللہ تعا لیٰ نے اس چیز کا علم عطا فر ما یا ہے ۔اور شا ر ع علیہ السلا م کا فرما ن فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ میں خطاب عوا م النا س سے ہے‘‘۔

* علا مہ ابنِ عا بدین شا می اس سلسلے میں رقمطراز ہیں؛

فِی ذَ یلِ قَو لِ الْمَا تِنِ ’’وَلَا عِبْرَةَ بِقَوْلِ الْمُوَقِّتِينَ‘‘ قَا لَ وَلِلْإِمَامِ السُّبْكِيِّ الشَّافِعِيِّ تَأْلِيفٌ مَالَ فِيهِ إلَى اعْتِمَادِ قَوْلِهِمْ؛ لِأَنَّ الْحِسَابَ قَطْعِيٌّ. الخ. وَمِثْلُهُ فِي شَرْحِ الْوَهْبَانِيَّةِ و ایضاً قا ل و فی فتا وی الشہا ب الرملی الکبیر الشا فعی سُئِلَ عَنْ قَوْلِ السُّبْكِيِّ لَوْ شَهِدَتْ بَيِّنَةٌ بِرُؤْيَةِ الْهِلَالِ لَيْلَةَ الثَّلَاثِينَ مِنْ الشَّهْرِ وَقَالَ الْحِسَابُ بِعَدَمِ إمْكَانِ الرُّؤْيَةِ تِلْكَ اللَّيْلَةَ عُمِلَ بِقَوْلِ أَهْلِ الْحِسَابِ؛ لِأَنَّ الْحِسَابَ قَطْعِيٌّ وَالشَّهَادَةُ ظَنِّيَّةٌ الخ و ایضاً قا ل نقل عن ابن مقا تل انہٗ قا ل یسئلھم و یعتمد علیٰ قو لھم اذا اتفق جما عۃ منھم الخ۔[26]

’’ ما تن کے اس قو ل ’’ وَلَا عِبْرَةَ بِقَوْلِ الْمُوَقِّتِينَ‘‘ کے ذیل میں کہا : اما م سبکی شا فعی نے اس سلسلے میں کتا ب تالیف کی ہے جس میں انہو ں نے علم الفلکیات کے ما ہرین کی طرف میلا ن کر تے ہو ئے ا ن پر اعتما د کیا ہے کیو نکہ حسا ب قطعی ہے--- اور اسی کی مثل شر ح الو ھبا نیۃ میں ہے اور اسی طرح اما م رملی شا فعی کے فتا ویٰ الشہا ب الر ملی الکبیر میں ہے کہ ان سے اما م سبکی کے اس قو ل کے با رے میں سو ال کیا گیا کہ اگر مہینے کی تیسویں را ت کو رویت ہلا ل پر گو ا ہی مل جا ئے اور حسا ب تو امکا نِ رویت کی اس را ت نفی کر رہا ہے(تو انہو ں نے کہا) کہ اہلِ حسا ب کے قو ل پر عمل کیا جا ئے گا کیو نکہ حسا ب قطعی ہے اور شہا دت ظنی ہے ---الخ۔علا مہ شا می نے کہا کہ ابنِ مقا تل کے با رے میں منقو ل ہے کہ وہ اہلِ حساب (علم الہیئت کے ما ہرین)سے اس با رے میں معلو ما ت لیا کر تے اور ان کے قو ل پر اعتما د کیا کر تے تھے اگر ان کا ایک گرو ہ اس را ئے پر متفق ہوتا ‘‘۔

*امام قرطبی مالکی اس حوالے سے لکھتے ہیں:

وَرَوَى بَعْضُ السَّلَفِ أَنَّهُ إِذَا أُغْمِيَ الْهِلَالُ رَجَعَ إِلَى الْحِسَابِ بِمَسِيرِ الْقَمَرِ وَالشَّمْسِ، وَهُوَ مَذْهَبُ مُطَرِّفِ بْنِ الشِّخِّيرِ وَهُوَ مِنْ كِبَارِ التَّابِعِينَ. [27]

''بعض سلف نے بیان کیا ہے کہ جب ہلال پر ابر چھا جائے تو چاند اور سورج کی چال کے حوالے سے حساب کی طرف رجوع کیا جائے۔اوریہ مطرف بن شخیر کا مذہب ہے جو کبار تابعین میں سے تھے''۔

چوتھا نکتہ نظر۔ وجودِ قمر پر نئے ماہ کی ابتداء:

مندرجہ با لا عبارات کی بنیا د پر دورِ حاضر کےایک طبقہ کی رائے ہے کہ اگر حسا ب پر عمل کرنا ہی ہے اور آ بزرویٹری (علم الفلکیا ت) سے مدد لینا ہی ہے تو کیو ں نہ وجودِ قمر(Birth of Moon) پر ہی مہینہ کی ابتدا کر لی جائے؟کیونکہ نئے مہینے کے چاند کی پیدائش تو ہو چکی ہے۔اس حوالے سے یہ ایک چوتھا نکتہ نظر ہے ۔

وجو دِ قمر کے قا ئل لو گو ں کا کہنا ہے کہ جب چا ند پیدا ہو گیا اور اس کا علم ہمیں آ بزرویٹر ی/علم الفلکیات سے حا صل ہو گیا تو اگلا دن چا ند کی پہلی تا ریخ ہو گی خواہ وہ چا ند قا بلِ رؤیت ہو یا نہ ہو ۔

یہاں پر جو بات قابلِ توجہ ہے وہ یہ کہ فقہائے اسلام کی تصریح کے مطابق شا رع علیہ السلا م کی یہ منشاء ہرگز نہیں ہے کہ وجودِ قمر پر نئے ماہ کی ابتداء کی جائے بلکہ اس وقت ابتداء کی جا ئے جب چاند قابلِ رؤیت ہو۔ اس طبقہ کو یہ بات پیشِ نظر رکھناچاہئیے کہ سائنس،آبزرویٹری اور علم الفلکیا ت کو بطور ممد و معا و ن تو استعما ل کیا جا سکتا ہے اور اس کی فراہم کردہ معلو ما ت سے مد د بھی لی جا سکتی ہے لیکن اس کو بنیا د نہیں بنا یا جا سکتا ۔

مزید بر آں اس خیا ل کے حا مل طبقہ میں بعض کا یہ بھی مو قف ہے کہ غروبِ آ فتا ب کے بعد چا ند خواہ افق پر نہ بھی پا یا گیا تو بھی اگلا دن چا ند کی پہلی تاریخ ہو گی۔

اس نکتہ نظر کے حا ملین کیلئے چند حقائق کو پیشِ نظر رکھنا ضروری ہے:

۱۔اولاً شریعت میں اس با ت کا کہیں ذکر نہیں ہے کہ وجو دِ قمر (Birth of Moon)پر مہینہ کی ابتدا ء کرلی جا ئے لہٰذا یہ سوچ ہی بنیا دی طور پر شریعت سے متصا دم ہے جس کی کسی طورپہ گنجا ئش نہیں ہے۔کیونکہ پیدائش کے وقت ہلال قابلِ رؤیت نہیں ہوتا۔

۲۔ثا نیاً علا مہ محمو د آ لو سی بغدادی رحمہ اللہ ،روح المعا نی میں سورۃ توبہ کی آیت:٣٦ إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِکے تحت مہینہ کی تقسیم کر تے ہو ئے فر ما تے ہیں؛

والشہر عندھم ینقسم الیٰ شرعی و حقیقی و اصطلا حی ۔فا لشرعی معتبر برؤ یۃ الھلا ل بالشرط المعروف في الفقه۔۔ والحقیقی معتبر من اجتما ع القمر مع الشمس فی نقطۃ وعودہ بعد المفا رقۃ الیٰ ذٰلک ولا دخل للخروج من تحت الشعا ع الا فی امکا ن الرؤیۃ بحسب العا دۃ الشا ئعۃ ۔۔۔واصطلحوا على جعل الأشهر شهرا كاملا وشهرا ناقصا فهذا هو الشهر الاصطلاحي، فالمحرم في اصطلاحهم ثلاثون يوما وصفر تسعة وعشرون وهكذا إلى آخر السنة القمريةالأفراد منها ثلاثون وأولها المحرم والأزواج تسعة وعشرون وأولها صفر إلا ذا الحجة۔۔۔الخ[28]

’’اور اہلِ عر ب کے ہا نمہینہ تین قسم پر منقسم ہے؛ شرعی ، حقیقی اور اصطلا حی۔**شرعی مہینہ** فقہ کی معروف شرط کی بنا پررویتِ ہلا ل پر مبنی اور معتبر ہے ۔ **حقیقی مہینہ** ،قمر کے شمس کیسا تھ اجتماع کے بعد اپنا دورہ مکمل کر نے کے بعد اسی نقطہ پر پھر اجتما ع سے مکمل ہو تا ہے۔اور سورج کی شعا عو ں کے تحت چا ند کے محجو ب رہنے سے معمو ل کے مطا بق صر ف رویت نہیں ہو سکتی اور مہینہ مکمل ہو نے میں اس کا کو ئی دخل نہیں ۔ اور انہو ں نے **اصطلا حی طور پر** مہینو ں کی بنیا د اس طر ح رکھی کہ ایک مہینہ کو شھرِ کا مل اور ایک کو شھرِ نا قص کا نام دیا اور اس کو اصطلاحی مہینہ کہا۔پس ان کی اصطلا ح کے مطا بق(سنِ ہجر ی کی ابتداءمحرم الحر ام سے ہو تی ہے تو)اس کے تیس دن مقرّر کئے گئے ہیں، صفر کے انتیس دن۔(یو نہی سا ل کے آخر تک ہر طا ق مہینہ تیس دن کا اور جفت مہینہ انتیس دن کا مقرر کیا گیا ہے البتہ ذوالحجہ اس اصو ل سے مستثنیٰ ہے)‘‘۔

یہ اصطلا حی مہینے عر ب مما لک میں مروّ ج ہیں اور ان کا کیلنڈر اسی اصو ل کے مطا بق ہے۔ اس تقسیم سے معلو م ہو ا کہ شرعی مہینہ جس کا اعتبار ہے ،اس کیلئے ضروری ہے کہ وہ رویتِ ہلا ل پر مبنی ہو ورنہ وہ شرعی طورپر معتبر نہیں۔لہٰذا وہ طبقہ جو وجودِ قمر(Birth of Moon)پرمہینہ شروع کر نا چا ہتا ہے اس کا شریعت اور شرعی مہینے سے کو ئی تعلق نہیں۔جبکہ ہم شریعت کے مکلّف ہیں نہ کہ کسی اور بات کے۔

۳۔ثا لثاً اللہ تعا لیٰ ارشا د فر ما تا ہے؛ يَسْأَ لُونَكَ عَنِ الْأَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ۔[29]

’’(اے حبیب!) لوگ آپ سے نئے چاندوں کے بارے میں دریافت کرتے ہیں، فرما دیں: یہ لوگوں کے لئے اور ماہِ حج (کے تعیّن) کے لئے وقت کی علامتیں ہیں‘‘۔

اس آ یتِ مبارکہ میں الا ھلہ ،ہلا ل کی جمع ہے اور مواقیت ،میقا ت کی جمع ہے۔ہلا ل کے متعلق اما م راغب اصفہا نی،المفردات فی غریب القرآ ن میں لکھتےہیں:

الھلا ل القمر فی اول لیلۃ والثا نیۃ ثم یقا ل لہ القمر ولا یقا ل لہ ھلا ل و جمعہ اھلۃ قال اللہ تعالی: يَسْئَلُونَكَ عَنِ الْأَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَواقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِ۔[30]

’’ ہلال اس چا ند کو کہا جا تا ہے جو پہلی اور دوسر ی رات کو ہو تا ہے پھر اس کو قمر کہا جا تا ہے اور ہلا ل نہیں کہا جاتا ۔اور ہلا ل کی جمع اھلہ ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا: يَسْئَلُونَكَ عَنِ الْأَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَواقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِ۔(اے حبیب!) لوگ آپ سے نئے چاندوں کے بارے میں دریافت کرتے ہیں، فرما دیں: یہ لوگوں کے لئے اور ماہِ حج (کے تعیّن) کے لئے وقت کی علامتیں ہیں‘‘۔

اما م راغب کی اس تعریف سے یہ با ت واضح ہو گئی کہ ہلا ل اس چا ند کو کہا جا ئے گا جو قا بلِ رؤیت ہو ۔رہا وہ چا ند جو ابھی Conjunction of Moonکے مرحلے میں ہو تا ہے تو اس کو محا ق کہا جا تا ہے ہلا ل نہیں۔(جب سورج اور چا ند ایک دوسرے

کے مدّ مقا بل آ تے ہیں تو چاند سورج کی وجہ سے محجو ب ہو جا تا ہے اور اس کو دیکھا نہیں جا سکتا اس کو محا ق کہتے ہیں)۔قرآ ن وسنت میں ہمیں ہلا ل کا لفظ تو ملتا ہے مگر محاق کا کہیں نہیں ملتا ۔اور شا رع علیہ السلا م نے جو حکم دیا ہے کہ چا ند دیکھ کر روزہ رکھو ،وہ ہلا ل سے متعلق ہے نہ کہ محا ق سے۔

امام راغب اصفہانی محاق کی تعریف کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

اَ لْمَحْقُ: النقصان، ومنه: المحاق، لآخر الشهر إذا انمحق الهلال، وامتحق، وانمحق، يقال: مَحَقَهُ: إذا نقصه وأذهب بركته. قال الله تعالى: يَمْحَقُ اللهُ الرِّ بَا وَ يُرْ بِى الصَّدَقَاتِ وقال: وَيَمْحَقَ الْكَافِرِينَ.[31]

''المَحْقُ،نقصان کو کہا جا تا ہے اور اسی سے لفظ ''محاق'' بنا ہے جو کہ مہینے کے آخرکو کہا جاتا ہے جبکہ ہلال روپوش ہوجاتا ہے اور اس کی روشنی ختم ہوجاتی ہے اور بے نورہو جاتا ہے۔کہاجاتا ہے: مَحَقَهُ یعنی جب اللہ تعالیٰ کسی شے میں نقص ڈال دے اور اس کی برکت کو اٹھا لے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا: يَمْحَقُ اللهُ الْرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ ۔اور اللہ سود کو مٹاتا ہے (یعنی سودی مال سے برکت کو ختم کرتا ہے) اور صدقات کو بڑھاتا ہے (یعنی صدقہ کے ذریعے مال کی برکت کو زیادہ کرتا ہے)۔اورفرمایا: وَيَمْحَقَ الْكَافِرِينَ۔اور کافروں کو مٹا دے''۔

محاق کی اس تعریف کی رو سے یہ بات واضح ہو گئی کہ یہ مہینے کی ابتدا نہیں بلکہ انتہا کا نام ہے۔اوریہاں سے شرعی مہینے کی ابتدا کرنا درست نہیں ہے۔

۴۔رابعًا علامہ ابنِ تیمیہ بیان کرتے ہیں:

کہ سابقہ شرائع میں سے یہودونصاریٰ کے احکام بھی ہلالی مہینے سے متعلق تھے لیکن بعد میں انہوں نے تبدیل کر ڈالے۔پس یہود نے ان کو اجتماعِ قرصین (Conjunction of Moon) اورنصاریٰ نے شمسی سال کے حساب سے متعلق کردیا۔اورصابئین،مجوس اور دیگر مشرکین نے بھی ماہ و سال کیلئے اپنی اصطلاحات وضع کر لیں۔ان میں سے بعض شمسی سال کا اعتبار کرتے ہیں۔اور

وَمِنْهُمْ مَنْ يَعْتَبِرُ الْقَمَرِيَّةَ لَكِنْ يَعْتَبِرُ اجْتِمَاعَ الْقُرْصَيْنِ وَمَا جَاءَتْ بِهِ الشَّرِيعَةُ هُوَ أَكْمَلُ الْأُمُورِ وَأَحْسَنُهَا وَأَبْيَنُهَا وَأَصَحُّهَا وَأَبْعَدُهَا مِنْ الِاضْطِرَابِ .[32]

''ان میں سے بعض قمری کا اعتبار کرتے ہیں۔لیکن وہ اجتماعِ قرصین (Conjunction of Moon) کا اعتبار کرتے ہیں۔اور اس ضمن میں شریعتِ محمدی میں جو ہدایت آئی ہے وہ تمام امور میں سے احسن،ابین،اصح اور اضطراب سے بہت دور ہے''۔

آگے چل کر مزید لکھتے ہیں:

أَنَّ الْأَحْكَامَ مِثْلَ صِيَامِ رَمَضَانَ مُتَعَلِّقَةٌ بِالْأَهِلَّةِ لَا رَيْبَ فِيهِ . لَكِنْ الطَّرِيقُ إلَى مَعْرِفَةِ طُلُوعِ الْهِلَالِ هُوَ الرُّؤْيَةُ ؛ لَا غَيْرُهَا : بِالسَّمْعِ وَالْعَقْلِ .[33]

''کہ احکام جیسا کہ صیامِ رمضان کے احکام ہیں یہ بلا شبہ اہلہ سے متعلق ہیں۔لیکن ہلال کے طلوع کی معرفت کا طریقہ رؤیت ہی ہے۔اس کے علاوہ کوئی نہیں خواہ وہ سن کر ہو یا عقل کے ذریعے ہو''۔

پانچواں نکتہ نظر۔ رؤیت بمعنیٰ علم:

اہلِ علم کے ایک طبقہ کا نکتہ نظر یہ ہے کہ رؤیت کا لفظ جو احادیثِ مبا رکہ میں استعما ل ہو ا ہے ، اس میں رؤیت بمعنیٰ دیکھنا نہیں بلکہ رؤیت بمعنیٰ علم ہے۔لہٰذا جب ہمیں ماہرینِ علم الفلکیات/آبزرویٹری کے ذریعے نئے چاند کی پیدا ئش کے بعد اس بات کا علم حاصل ہو جا ئے کہ اتنے گھنٹے بعد چاند افق پر قابلِ رؤیت ہوگا تو اس پر یقین کرتے ہوئے رمضان کی ابتداء کی جا سکتی ہے۔پس احادیث مبارکہ کا مطلب یہ ہوگا: جب تمہیں رمضان کےچا ند کی رؤیت کا علم حاصل ہو جائے تو روزہ رکھو اور جب شوال کے چاند کی رؤیت کا علم حاصل ہوجا ئے تو افطار کرو۔جیسا کہ قرآنِ حکیم میں رؤیت بمعنیٰ علم استعمال ہوا ہے؛ ارشادِ باری تعالیٰ:اَ لَمْ تَرَ کَیفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحٰبِ الْفِیلِ میں رؤیت بمعنیٰ دیکھنا نہیں بلکہ علم مستعمل ہوا ہے۔

دراصل یہ نکتہ نظر فقہاء کے بیان کردہ تیسرے طریقہ سے مطابقت رکھتا ہے جس میں انہوں نے مؤقتین، منجمین اورماہرین علم الفلکیات کے حساب کو معتبر قرار دیا ہے۔لہٰذا اس نکتہ نظر اور مندرجہ بالا تیسرے طریقہ اثبات میں چنداں کوئی فرق نہیں ہے۔

بلا دِ بعید ہ میں اختلافِ مطا لع کا اعتبار:

جب دو شہروں میں بُعدِ فاحش(زیا دہ فا صلہ) ہو تو اس وقت فقہاء کے ہاں اختلا فِ مطا لع معتبرہوتا ہے ۔اس اصول کی بنیادصحیح مسلم اورسنن ترمذی میں مروی یہ اثر ہے:

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ وَهُوَ ابْنُ أَبِي حَرْمَلَةَ، عَنْ كُرَيْبٍ ، أَنَّ أُمَّ الفَضْلِ بِنْتَ الحَارِثِ، بَعَثَتْهُ إِلَى مُعَاوِيَةَ بِالشَّامِ قَالَ: فَقَدِمْتُ الشَّامَ، فَقَضَيْتُ حَاجَتَهَا، وَاسْتُهِلَّ عَلَيَّ هِلَالُ رَمَضَانَ وَأَنَا بِالشَّامِ، فَرَأَيْنَا الهِلَالَ لَيْلَةَ الجُمُعَةِ، ثُمَّ قَدِمْتُ المَدِينَةَ فِي آخِرِ الشَّهْرِ، فَسَأَلَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ، ثُمَّ ذَكَرَ الهِلَالَ، فَقَالَ: مَتَى رَأَيْتُمُ الهِلَالَ، فَقُلْتُ رَأَيْنَاهُ لَيْلَةَ الجُمُعَةِ، فَقَالَ: أَأَنْتَ رَأَيْتَهُ لَيْلَةَ الجُمُعَةِ؟ فَقُلْتُ: رَآهُ النَّاسُ، وَصَامُوا، وَصَامَ مُعَاوِيَةُ، قَالَ: لَكِنْ رَأَيْنَاهُ لَيْلَةَ السَّبْتِ، فَلَا نَزَالُ نَصُومُ حَتَّى نُكْمِلَ ثَلَاثِينَ يَوْمًا، أَوْ نَرَاهُ، فَقُلْتُ: أَلَا تَكْتَفِي بِرُؤْيَةِ مُعَاوِيَةَ وَصِيَامِهِ، قَالَ: لَا، هَكَذَا أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔(34)

’’کریب بیا ن کرتے ہیں کہ انہیں(حضورنبی اکرم ﷺ کی چچی) حضرت ام الفضل بنت الحارث رضی اللہ عنہا نے حضرت امیر معا ویہ رضی اللہ عنہ کے پاس (کسی کا م کیلئے) ملکِ شا م بھیجاپس میں شا م پہنچا اور ان کا کا م مکمل کیا ۔اسی دوران ملکِ شا م میں ہی مجھ پر رمضا ن کا چاند ظا ہر ہو ا ہم نے اسے جمعہ کی رات کو دیکھا۔ پھر میں مہینے کے آ خر میں مدینہ طیبہ واپس آ یا تو حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے چا ند کا ذکر کر تے ہو ئے پوچھا کہ تم نے رمضا ن کا چا ند کب دیکھا۔ میں نے کہا کہ ہم نے جمعہ کی رات کو دیکھا۔حضر ت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے پو چھا کہ کیا تم نے خو د بھی جمعہ کی رات کو دیکھا؟ میں نے کہا کہ سب لو گو ں نے دیکھا اور روزہ رکھا اور حضرت معا ویہ رضی اللہ عنہ نے بھی (اسی کے مطا بق) روزہ رکھا۔اس پر ابنِ عبا س رضی اللہ عنہما نے فر ما یا کہ ہم نے تو ہفتہ کی رات کو چا ند دیکھا۔ تو

ہم روزے رکھتے رہے یہا ں تک کہ تیس روزے مکمل کئے یا چا ند کو دیکھ کر افطا رکیا۔ پس میں نے کہا کہ (اے ابنِ عباس) کیا آ پ معا ویہ رضی اللہ عنہ کی رؤیت اور ان کے روزوں (کی گنتی کو)کو (اپنے لئے بطور حجت) کا فی نہیں سمجھتے؟ تو حضر ت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرما یا کہ نہیں۔ہمیں رسو ل اللہ ﷺ نے اسی طرح حکم دیا ہے (یعنی اپنے مقا می مطلع کی رویت پر عمل کر یں)''۔

اما م مسلم نے ترجمۃ البا ب کا عنو ا ن أَنَّ لِكُلِّ بَلَدٍ رُؤْيَتَهُمْ وَأَنَّهُمْ إِذَا رَأَوُا الْهِلَالَ بِبَلَدٍ لَا يَثْبُتُ حُكْمُهُ لِمَا بَعُدَ عَنْهُمْقا ئم کر کے اپنا عقیدہ بھی بیا ن کر دیا ہے کہ ہر شہر کے با سیو ں کیلئے ا ن کی مقا می رؤیت ہے اور جو شہر دور ہو تو اس پر دوسرے شہر کی رؤیت کا حکم نا فذ او ر لاگو نہیں ہو گا۔

اورامام ترمذی نے مذکورہ حدیث پر ان الفاظ کا اضافہ بھی کیا ہے:

حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ، وَالعَمَلُ عَلَى هَذَا الحَدِيثِ عِنْدَ أَهْلِ العِلْمِ أَنَّ لِكُلِّ أَهْلِ بَلَدٍ رُؤْيَتَهُمْ۔(35)

کہ ابنِ عباس کی یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اور اہلِ علم کے ہاں اس پر عمل ہے کہ ہر شہر کے لوگوں پر ان کی اپنی رؤیت معتبر ہے''۔

اختلا فِ مطا لع میں مذاہبِ اربعہ کا موقف:

جب ایک شہر میں چا ند نظر آ جا ئے اور دوسرے میں نہ آ ئے تو پہلے شہر کی رؤیت دوسرے کیلئے معتبر ہو گی یا نہیں؟اس مسئلہ میں مذاہبِ اربعہ کے اکثر فقہا ء کا اس بات پر اتفا ق ہے کہ اگر دوشہروں میں مسا فتِ بعید ہ نہ ہو جیسے مکہّ اور بغداد کی مسا فت ، بلکہ مسا فتِ قریبہ ہو جیسے بغداد اور بصرہ کی مسا فت ،تو اگر ایک شہر میں بطریقِ موجبِ شرعی رؤیت ثا بت ہو جا ئے تو دوسرے شہر میں اس کا اعتبا ر کیا جا ئے گا ۔لیکن اگر شہروں کے مطا لع میں زیا دہ بُعد اور فا صلہ ہو (جس سے ہلا ل کے طلوع میں ایک دن کا فرق ہو جا ئے) تو پھر ان میں اختلافِ مطالع معتبر ہو گا یعنی ایک شہر کی رؤیت دوسرے شہر والو ں کیلئے معتبر نہیں ہو گی۔

1. امام قرطبی مالکی اس مسئلے کو یوں بیان کرتے ہیں:

وَرَوَى الْمَدَنِيُّونَ عَنْ مَالِكٍ أَنَّ الرُّؤْيَةَ لَا تَلْزَمُ بِالْخَبَرِ عِنْدَ غَيْرِ أَهْلِ الْبَلَدِ الَّذِي وَقَعَتْ فِيهِ الرُّؤْيَةُ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْإِمَامُ يَحْمِلُ النَّاسَ عَلَى ذَلِكَ، وَبِهِ قَالَ ابْنُ الْمَاجِشُونِ وَالْمُغِيرَةُ مِنْ أَصْحَابِ مَالِكٍ، وَأَجْمَعُوا أَنَّهُ لَا يُرَاعَى ذَلِكَ فِي الْبُلْدَانِ النَّائِيَةِ كَالْأَنْدَلُسِ وَالْحِجَازِ.

وَالسَّبَبُ فِي هَذَا الْخِلَافِ: تَعَارُضُ الْأَثَرِ وَالنَّظَرِ. أَمَّا النَّظَرُ: فَهُوَ أَنَّ الْبِلَادَ إِذَا لَمْ تَخْتَلِفْ مَطَالِعُهَا كُلَّ الِاخْتِلَافِ فَيَجِبُ أَنْ يُحْمَلَ بَعْضُهَا عَلَى بَعْضٍ لِأَنَّهَا فِي قِيَاسِ الْأُفُقِ الْوَاحِدِ. وَأَمَّا إِذَا اخْتَلَفَتِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا فَلَيْسَ يَجِبُ أَنْ يُحْمَلَ بَعْضُهَا عَلَى بَعْضٍ.

وَأَمَّا الْأَثَرُ: فَمَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ عَنْ كُرَيْبٍ أَنَّ أُمَّ الْفَضْلِ بِنْتَ الْحَارِثِ بَعَثَتْهُ إِلَى مُعَاوِيَةَ بِالشَّامِ فَقَالَ: قَدِمْتُ الشَّامَ فَقَضَيْتُ حَاجَتَهَا، وَاسْتَهَلَّ عَلَيَّ رَمَضَانُ وَأَنَا بِالشَّامِ، فَرَأَيْتُ الْهِلَالَ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ، ثُمَّ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فِي آخِرِ الشَّهْرِ فَسَأَلَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ، ثُمَّ ذَكَرَ الْهِلَالَ فَقَالَ: مَتَى رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ؟ فَقُلْتُ: رَأَيْتُهُ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ، فَقَالَ: أَنْتَ رَأَيْتَهُ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ وَرَآهُ النَّاسُ وَصَامُوا وَصَامَ

مُعَاوِيَةُ قَالَ: لَكِنَّا رَأَيْنَاهُ لَيْلَةَ السَّبْتِ فَلَا نَزَالُ نَصُومُ حَتَّى نُكْمِلَ ثَلَاثِينَ يَوْمًا أَوْ نَرَاهُ، فَقُلْتُ: أَلَا تَكْتَفِي بِرُؤْيَةِ مُعَاوِيَةَ؟ فَقَالَ: لَا، هَكَذَا أَمَرَنَا النَّبِيُّ ﷺ.فَظَاهِرُ هَذَا الْأَثَرِ يَقْتَضِي أَنَّ لِكُلِّ بَلَدٍ رُؤْيَتَهُ قَرُبَ أَوْ بَعُدَ.وَالنَّظَرُ يُعْطِي الْفَرْقَ بَيْنَ الْبِلَادِ النَّائِيَةِ، وَبِخَاصَّةٍ مَا كَانَ نَأْيُهُ فِي الطُّولِ وَالْعَرْضِ كَثِيرًا. (36)

''اوراہلِ مدینہ نے امام مالکؒ سے روایت کیا ہے کہ جس شہر میں چاند دیکھا گیا اس کی رؤیت دوسرے شہر والوں کیلئے لازم نہیں ہے سوائے اس کے کہ امام اس کو محمول کرے۔ اور یہی قول امام مالکؒ کے أصحاب ابنِ ماجشون اور مغیرہ نے کیا ہے۔ اور اس بات پر اجماع کیا ہے کہ دوردراز کے شہروں میں رؤیت کی رعایت نہیں کی جائے گی جس طرح کہ اندلس اور حجاز۔اور اس اختلاف کا سبب اثر اور نظر(نقلی و عقلی دلائل) کے سبب پایا جانے والا تعارض ہے۔

جہاں تک نظر(عقلی دلائل) کا تعلق ہے تو وہ یہ کہ جب شہروں کے مطالع میں مکمل اختلاف نہ ہو تو بعض کو بعض پر محمول کرنا واجب ہے کیونکہ وہ افق کے سیدھ میں ایک ہی مطلع شمار ہونگے۔البتہ جب مطالع میں بہت زیادہ اختلاف ہو تو بعض کو بعض پر محمول کرنا واجب نہیں ہے۔

اورجہاں تک اثر(نقلی دلائل) کا تعلق ہے تو اس ضمن میں وہ روایت جو امام مسلم نے کریب سے روایت کی ہے کہ امِّ فضل بنت حارث نے انہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس شام بھیجا۔وہ کہتے ہیں میں شام آیا اور اپنی حاجت پوری کرلی۔میں ابھی شام میں ہی تھا کہ رمضان کا چاند میرے سامنے طلوع ہو گیا پس میں نے جمعہ کی رات کو چاند دیکھا۔پھر میں مہینے کے آخرمیں مدینہ آیا تو مجھ سے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے چاند کا ذکر کرتے ہوئے سوال کیا کہ تم نے کب چاند دیکھا؟ میں نے کہا کہ جمعہ کی رات کو دیکھا۔ انہوں نے کہا کہ کیا تم نے خود دیکھا ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں(میں نے خود) اور لوگوں نے بھی دیکھا ہے۔اورلوگوں نے (روزہ کھا)اورحضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے روزہ رکھا۔تو ابنِ عباس نے کہا: لیکن ہم نے ہفتے کی رات کو دیکھا ہے۔پس ہم روزے جاری رکھیں گے یہاں تک کہ ہم تیس دن مکمل کرلیں یا چاند دیکھ لیں۔تو میں نے کہا کہ کیا آپ حضرت معاویہ کی رؤیت کو کا فی نہیں سمجھتے؟ تو انہوں نے کہا کہ نہیں۔ہمیں نبی اکرم ﷺ نے ایسے ہی حکم دیا ہے۔پس اس اثر کا ظاہر یہ تقاضا کرتا ہے کہ ہر شہر کی اپنی رؤیت معتبر ہو خواہ وہ قریب ہو یا بعید ہو۔اورعقلی دلائل بلادِ بعیدہ میں فرق واضح کرتے ہیں خاص طورپہ جن شہروں کا طول و عرض کے اعتبار سے بُعد بہت زیادہ ہو''۔

2. امام بغویؒ شافعی اس ضمن میں لکھتے ہیں:

ولو رأى الهلال ببلد، ولم ير ببلد آخر؛ نظر: إن كان البلدان متقاربين، وجب على أهل البلدين الصوم والفطر رؤية أحد البلدين. وإن كانا متباعدين؛ بأن كان بينهما مسافة القصر، فهل يجب على أهل البلد الذين لم يروا الهلال الاقتداء بالذين رأوا؟ فيه وجهان:أحدهما: يجب؛ كما لو قربت المسافة.والثاني-وهو الأصح ؛ لا يجب؛ لأن

سير القمر يختلف اذا تباعدت البلدان، فلكل بلد حكم رؤية أنفسهم.والدليل عليه: ما روي عن كُريب۔[37]

''اگر ایک شہرمیں چاند دیکھا گیا اور دوسرے شہر میں نہیں ، تو دیکھا جائے گا؛ اگر وہ دونوں شہر ایک دوسرے کے قریب ہیں تو دونوں کے اہلِ شہر پر ایک شہر کی رؤیت کی بنا پر روزہ رکھنا اور إفطار کرنا واجب ہو جائے گا۔اور اگر دونوں شہر ایک دوسرے سے اتنے دور ہیں کہ ان کے درمیان نمازِ قصر جتنی مسافت ہے تو جس شہر والوں نے چاند نہیں دیکھا ان پر اُس دوسرے شہر والوں کی اقتداء واجب ہے جنہوں نے چاند نہیں دیکھا، اِس بارے میں دو آراء ہیں: پہلی تو یہ کہ ان پر اقتدا واجب ہے جس طرح مسافتِ قریبہ کی صورت میں تھی۔اوردوسری رائے یہ ہے اور وہ اصح ہے کہ ان پر اقتداء واجب نہیں ہے کیونکہ جب دو شہر دور ہوں تو چاند کی گردش مختلف ہوجاتی ہے۔پس ہر شہر والوں پر ان کی اپنی رؤیت کا حکم لگایا جا ئے گا۔اور اس پر دلیل کُریب سے مروی روایت ہے''۔

3. امام ابنِ قدامہ حنبلی مقدسی تحریر کرتے ہیں:

وَإِذَا رَأَى الْهِلَالَ أَهْلُ بَلَدٍ، لَزِمَ جَمِيعَ الْبِلَادِ الصَّوْمُ. وَهَذَا قَوْلُ اللَّيْثِ، وَبَعْضِ أَصْحَابِ الشَّافِعِيِّ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إنْ كَانَ بَيْنَ الْبَلَدَيْنِ مَسَافَةٌ قَرِيبَةٌ، لَا تَخْتَلِفُ الْمَطَالِعُ لِأَجْلِهَا كَبَغْدَادَ وَالْبَصْرَةِ، لَزِمَ أَهْلَهُمَا الصَّوْمُ بِرُؤْيَةِ الْهِلَالِ فِي أَحَدِهِمَا، وَإِنْ كَانَ بَيْنَهُمَا بُعْدٌ، كَالْعِرَاقِ وَالْحِجَازِ وَالشَّامِ، فَلِكُلِّ أَهْلِ بَلَدٍ رُؤْيَتُهُمْ. وَرُوِيَ عَنْ عِكْرِمَةَ، أَنَّهُ قَالَ: لِكُلِّ أَهْلِ بَلَدٍ رُؤْيَتُهُمْ.

وَهُوَ مَذْهَبُ الْقَاسِمِ، وَسَالِمٍ، وَإِسْحَاقَ؛ لِمَا رَوَى كُرَيْبٌ۔[38]

''اورجب ایک شہر والوں نے چاند دیکھا تو تمام باقی شہروں کے باسیوں پر بھی روزہ واجب ہو جا ئےگا،یہ لیث اور بعض اصحابِ شافعیؒ کا قول ہے۔اوربعض اصحابِ شافعی نے کہا کہ اگر دو شہروں کے درمیان مسافتِ قریبہ ہو تو اس قربت کی وجہ سے مطالع مختلف نہیں ہوتے جس طرح کہ بغداد اوربصرہ کی مسافت۔ان دونوں شہروں کے رہنے والوں پر کسی ایک شہر کی رؤیت سے روزہ واجب ہو جائے گا۔اوراگر دو شہروں میں مسافت بعیدہ ہو تو جیسا کہ عراق اور حجاز اور شام تو ان میں سے ہر شہر کے رہنے والوں کی اپنی رؤیت ہی معتبر ہو گی۔اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: ہر شہر والوں کیلئے ان کی اپنی رؤیت ہی معتبر ہے؛ اور یہی قاسم،سالم اوراسحاق کا مذہب ہے،کریب سے مروی اثر کی بنا پر''۔

4. امام کاسانی حنفیؒ اس حوالے سے رقمطراز ہیں:

أَنَّ الشَّهْرَ قَدْ يَكُونُ ثَلَاثِينَ وَقَدْ يَكُونُ تِسْعَةً وَعِشْرِينَ، هَذَا إذَا كَانَتْ الْمَسَافَةُ بَيْنَ الْبَلَدَيْنِ قَرِيبَةً لَا تَخْتَلِفُ فِيهَا الْمَطَالِعُ، فَأَمَّا إذَا كَانَتْ بَعِيدَةً فَلَا يَلْزَمُ أَحَدَ الْبَلَدَيْنِ حُكْمُ الْآخَرِ

لِأَنَّ مَطَالِعَ الْبِلَادِ عِنْدَ الْمَسَافَةِ الْفَاحِشَةِ تَخْتَلِفُ فَيُعْتَبَرُ فِي أَهْلِ كُلِّ بَلَدٍ مَطَالِعُ بَلَدِهِمْ دُونَ الْبَلَدِ الْآخَرِ۔(39)

''کہ مہینہ کبھی تیس دن کا ہوتا ہے اور کبھی انتیس کا،یہ اس صورت میں ہوتا ہے جب دو شہروں کے درمیان مسافتِ قریبہ ہو کہ جس سے مطالع مختلف نہ ہوں۔اور اگر مسافتِ بعیدہ ہو تو ایک شہر پر دوسرے کا حکم لاگو نہیں ہوتا کیونکہ مسافتِ فاحشہ سے شہروں کے مطالع میں اختلاف ہو جا تا ہے۔پس ہر اہلِ شہر کے ہاں اُن کا اپنا مطلع معتبر ہوگا نہ کہ دوسرے شہر کا''۔

5. علا مہ یحییٰ بن شرف نووی شا فعی رحمہ اللہ لکھتے ہیں؛

والصحیح عند اصحا بنا ان الرؤ یۃ لا تعم الناس بل تختص بمن قرب علیٰ مسا فۃ لا تقتصر فیها الصلوٰۃ۔(40)

''ہما رے اصحابِ شا فعیہ کا صحیح قول یہ ہے کہ تما م دنیا کے لو گو ں پر رویت کا حکم لا ز م نہیں آ تا بلکہ مسا فتِ قریبہ والو ں پر لا گو ہو تا ہے ۔اور مسا فتِ قریبہ کا معیا ر قصر صلو ۃ کی مسا فت ہے''۔

6. علا مہ علا ؤ الدین ابی الحسن علی بن سلیما ن مرد اوی حنبلی رحمہ اللہ لکھتے ہیں؛

وَقَالَ شَيْخُنَا يَعْنِي بِهِ الشَّيْخَ تَقِيَّ الدِّينِ تَخْتَلِفُ الْمَطَالِعُ بِاتِّفَاقِ أَهْلِ الْمَعْرِفَةِ، فَإِنْ اتَّفَقَتْ لَزِمَ الصَّوْمُ وَإِلَّا فَلَا۔(41)

''اورہمارے شیخ تقی الدین نے کہا کہ اہلِ معرفت کے اتفاق سے مطالع مختلف ہوتے ہیں۔ پس اگر وہ متفق ہوں تو روزہ لازم ہو جائے گا اور اگر نہیں تو روزہ لازم نہیں ہوگا''۔

7. علامہ زیلعی رحمہ اللہ لکھتے ہیں؛

يَخْتَلِفُ بِاخْتِلَافِ الْمَطَالِعِ لِأَنَّ السَّبَبَ الشَّهْرُ وَانْعِقَادُهُ فِي حَقِّ قَوْمٍ لِرُؤْيَةٍ لَا يَسْتَلْزِمُ انْعِقَادَهُ فِي حَقِّ آخَرِينَ مَعَ اخْتِلَافِ الْمَطَالِعِ وَصَارَ كَمَا لَوْ زَالَتْ أَوْ غَرَبَتْ الشَّمْسُ عَلَى قَوْمٍ دُونَ آخَرِينَ وَجَبَ عَلَى الْأَوَّلِينَ الظُّهْرُ وَالْمَغْرِبُ دُونَ أُولَئِكَ ۔(42)

''اختلافِ مطالع سے صوم کا حکم مختلف ہو جاتا ہے کیونکہ اس (کی فرضیت) کا سبب مہینہ ہے۔اور اس کا کسی قوم کے حق میں انعقاد رؤیت سے ہوتا ہے۔جب مطالع مختلف ہو جا ئیں تو اس کا انعقاد دوسرے لوگوں کے حق میں مستلزم نہیں رہتا۔اوریہ یوں ہے کہ اگر ایک قوم کے لئے سورج کا زوال ہو یا غروب ہو جا ئے اور دوسروں کیلئے نہ ہو تو اوّل لوگوں پر ظہر اور مغرب کی نماز واجب ہوگی جبکہ دوسرے لوگوں پر واجب نہیں ہوگی''۔

8. علا مہ حسن بن عما ر شر نبلا لی رحمہ اللہ لکھتے ہیں؛

وقیل یختلف ثبوته باختلاف المطالع واختاره صاحب التجرید وغیره۔(43)

''اوریہ بھی کہا گیا ہے کہ رمضان کا ثبوت اختلافِ مطالع سے مختلف ہو جاتا ہے اور اس قول کو صاحبِ تجرید وغیرہ نے اختیار کیا ہے''۔

9. عرب کے متأ خرین علما ء میں سے ابن با ز لکھتے ہیں:

الأمر واسع بحمد الله، فلكل أهل بلد رؤيتهم كماثبت ذلك عن ابن عباس رضي الله عنهما لما قدم عليه كريب من الشام في المدينة ــــوبهذا قال جماعة من أهل العلم ورأوا أن لكل أهل بلد رؤيتهم۔(44)

''بحمداللہ یہ امر وسیع ہےپس ہر شہر کے لوگوں کیلئے ان کی اپنی رؤیت (معتبر) ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ثابت ہے کہ جب آپ کے سامنے کریب شام سے مدینہ آیا۔۔۔اوراس اثر کی بنا پر اہلِ علم کی ایک جماعت نے کہا اور رائے قائم کی کہ ہر شہر کے لوگوں کیلئے ان کی اپنی رؤیت (معتبر) ہے''۔

رؤیتِ ہلا ل کیلئے طُرقِ مو جبہ شرعیہ:

*ثبوتِ ہلال کیلئے طرقِ موجبہ شرعیہ بیان کرتے ہوئے امام قرافی مالکیؒ لکھتے ہیں:

وَأَمَّا الطُّرُقُ الْمُثْبِتَةُ لِلْهِلَالِ قَالَ صَاحِبُ التَّلْخِيصِ هِيَ سِتَّةٌ رُؤْيَةُ الْإِنْسَانِ لِنَفْسِهِ وَالرُّؤْيَةُ الْعَامَّةُ وَالْخَاصَّةُ عِنْدَ الْحَاكِمِ وَخَبَرُ الْوَاحِدِ فِي مَوْضِعٍ لَيْسَ فِيهِ إِمَامٌ أَوْ فِيهِ لَكِنْ لَا يُعْنَى بِأُمُورِ النَّاسِ أَوْ تُنْقَلُ إِلَى بَلَدٍ عَمَّا ثَبَتَ فِي بَلَدٍ آخَرَ عَلَى الْمَشْهُورِ۔(45)

''جہاں تک ہلال کے ثبوت کے طریقوں کا تعلق ہے تو صاحبِ تلخیص نے چھ طریقے بیان کئے ہیں؛ انسان کا خود چاند دیکھنا،رؤیتِ عامہ،حاکم کے ہاں رؤیتِ خاصہ،اس جگہ کی خبرواحدجہاں امام نہ ہو،جہاں پر امام تو ہو لیکن لوگوں کے أمور سے تعلق نہ رکھتا ہو، یا ایک شہرسے دوسرے شہر میں مشہورطریقے سے خبر پہنچے''۔

* اما م احمد رضا خا ن فا ضلِ بریلی رحمہ اللہ نے کتبِ فقہ کے حوالوں سے فتا ویٰ رضو یہ (کتا ب الصو م ،رسالہ طرقِ اِثباتِ ہلال) میں بیا ن کیا ہے کہثبوتِ ہلال کے لیے شر ع میں سات۔۷طریقے ہیں :

1. طریقِ اوّل: **خود شہادتِ رؤیت** یعنی چاند دیکھنے والے کی گواہی، ہلال رمضان مبارک کے لیے ایک ہی مسلمان عاقل، بالغ، غیر فاسق کا مجرد بیان کافی ہے کہ میں نے اس رمضان شریف کا ہلال فلاں دن کی شام کو دیکھا اگر چہ کنیز ہو اگر چہ مستور الحال ہو، جس کی عدالت باطنی معلوم نہیں، ظاہر حال پابندِ شرع ہے اگر چہ اس کا یہ بیان مجلسِ قضاء میں نہ ہو، اگر چہ گواہی دیتا ہُوں نہ کہے، نہ دیکھنے کی کیفیت بیان کرے کہ کہاں سے دیکھا کدھر کو تھا کتنا اونچا تھا وغیر ذٰلک۔ ۔۔۔الخ
2. طریق دوم: **شہادۃ علی الشہادۃ** یعنی گواہوں نے چاند خود نہ دیکھا بلکہ دیکھنے والوں نے ان کے سامنے گواہی دی اور اپنی گواہی پر انہیں گواہ کیا، اُنہوں نے اُس گواہی کی گواہی دی، یہ وہاں ہے کہ گواہاں اصل حاضری سے معذور ہوں ۔۔۔الخ
3. طریق سوم: شہادۃ علی القضاء یعنی دوسرے کسی اسلامی شہر میں حاکم اسلام قاضیِ شرع کے حضور رؤیت ہلال پر شہادتیں گزریں اور اُس نے ثبوتِ ہلال کا

حکم دیا، دو۲ شاہدانِ عادل اس گواہی و حکم کے وقت حاضر دارالقضاء تھے، انہوں نے یہاں حاکم اسلام قاضیِ شرع یا وُہ نہ ہو تو مفتی کے حضور کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں ہمارے سامنے فلاں شہر کے فلاں حاکم کے حضور فلاں ہلال کی نسبت فلاں دن کی شام کو ہونے کی گواہیاں گزریں اور حاکم موصوف نے اُن گواہیوں پر ثبوت ہلال مذکور شام فلاں روز کا حکم دیا۔۔۔الخ

4. طریق چہارم: **کتاب القاضی الی القاضی** یعنی قاضیِ شرع جسے سلطانِ اسلام نے فصلِ مقدمات کے لئے مقرر کیا ہو اس کے سامنے شرعی گواہی گزری اُس نے دوسرے شہر کے قاضیِ شرع کے نام خط لکھا کہ میرے سامنے اس مضمون پر شہادتِ شرعیہ قائم ہُوئی ۔۔۔الخ
5. طریق پنجم: **استفاضہ** یعنی جس اسلامی شہر میں حاکم شرع قاضیِ اسلام ہو کہ احکامِ ہلال اُسی کے یہاں سے صادر ہوتے ہیں اور خود عالم اور ان احکام میں علم پر عامل وقائم یا کسی عالِم دین محقق معتمد پر اعتماد کا ملتزم و ملازم ہے یا جہاں قاضیِ شرع نہیں تو مفتیِ اسلام مرجع عوام ومتبع الاحکام ہو کہ احکامِ روزہ و عیدین اُسی کے فتوے سے نفاذ پاتے ہیں عوام کالانعام بطور خود عید و رمضان نہیں ٹھہرالیتے وہاں سے متعدد جماعتیں آئیں اور سب یک زبان اپنے علم سے خبر دیں کہ وہاں فلاں دن بربنائے رؤیت روزہ ہُوا یا عید کی گئی ۔۔۔الخ
6. طریق ششم: **اکمالِ عدّت** یعنی جب ایک مہینہ کے تیس ۳۰۔دن کامل ہوجائیں تو ماہِ متصل کا ہلال آپ ہی ثابت ہوجائیگا اگرچہ اس کے لیے رویتِ شہادت حکمِ استفاضہ وغیرہ کچھ نہ ہو کہ مہینہ تیس ۳۰ ۔سے زائد کا نہ ہونا یقینی ہے۔۔۔الخ
7. طریق ہفتم:علامہ شامی رحمہ اللہتعالیٰ نے **توپیں سُننے** کو بھی حوالی شہر کے دیہات والوں کے واسطے دلائل ثبوت ہلال سے گنا ۔ ظاہر ہے کہ یہاں بھی وہی شرائط مشروط ہوں گے کہ اسلامی شہر میں حاکمِ شرع معتمد کے حکم سے انتیس کی شام کو توپوں کے فائر صرف بحالتِ ثبوت شرعی رؤیت ہلال ہوا کرتے ہوں کسی کے آنے جانے کی سلامی وغیرہ کا اصلاً احتمال نہ ہو۔۔۔الخ (46)

مسا فتِ بعید ہ کا معیا ر:

مسا فتِ بعید ہ کتنے سفر پر ہو گی اس سلسلہ میں امام بغوی شافعیؒ کا ایک قول مسا فتِ قصر کا ہے جو پیچھے بیان ہو چکا ہے اور یہ اکسٹھ میل بنتا ہے۔ جبکہ علا مہ ابنِ عابدین شا میؒ نے تصر یح کی ہے کہ چوبیس۔۲۴ فرسخ سے کم فاصلے پر اختلافِ مطالع نہیں ہوتا (اور یہ بہتّر ۔۷۲ شرعی میل اور81.818۔انگریزی میل اور 131.64کلو میٹر بنتے ہیں)۔جس کا مطلب یہ ہوا کہ چوبیس۔۲۴ فرسخ کے بعد نفسِ مطلع تبدیل ہو تا ہے۔ علامہ ابنِ عابدین شامی لکھتے ہیں:

وَفِي شَرْحِ الْمِنْهَاجِ لِلرَّمْلِيِّ وَقَدْ نَبَّهَ التَّاجُ التَّبْرِيزِيُّ عَلَى أَنَّ اخْتِلَافَ الْمَطَالِعِ لَا يُمْكِنُ فِي أَقَلَّ مِنْ أَرْبَعَةٍ وَعِشْرِينَ فَرْسَخًا۔(47)

’’اوررملی کی شرح منہاج میں ہے اور تاج تبریزی نے بھی اس پر متنبہ کیا ہے کہ اختلافِ مطالع چوبیس۔۲۴ فرسخ سے کم فاصلے پر نہیں ہوتا‘‘۔
لیکن اگر غو ر کیا جا ئے تو یہ تبدیلی بھی مطلع کی تبدیلی کیلئے کا فی نہیں کیو نکہ دو تین سو میل کی مسا فت سے بھی دو شہر وں میں طلو ع و غروب میں چند منٹ کا فرق پڑتا ہے۔ لہٰذ ا مسا فتِ بعید ہ کا معیا ر نفسِ مطلع میں تبدیلی کی بجا ئے دو شہروں میں اتنا زیا دہ فا صلہ ہو جس کی وجہ سے ہلال کے طلو ع میں ایک دن کا فرق واقع ہو جائے۔

اختلا فِ مطا لع کا اعتبا ر نہ کر نے والو ں کی حکمت:

چونکہ متقدمین فقہاء نے اختلافِ مطالع کا اعتبار نہیں کیا جس کی بنیادی وجہ ان کے پیشِ نظر مسلمانو ں کی عبا دت میں ممکنہ حد تک ہم آ ہنگی اور وحدت پیدا کر نا اور انہیں انتشا ر سے بچا نا ہے۔ جس پر وہ دلیل یہ دیتے ہیں کہ میدانِ جہا د میں ایک ہی اما م کے پیچھے نما ز ادا کر نے کا حکم ہے حا لا نکہ آ سا نی مختلف جما عتو ں میں تھی،اسی طر ح شریعت نے معین مہینے میں رکھنے اور معین مہینے میں عید کرنے کا حکم دیا تا کہ سب مسلما ن اکٹھے کھا ئیں اور اکٹھے افطا رکریں ؛اس سے امت میں وحدت اور یگانگت قا ئم ہو گی۔
لیکن سو ا ل یہ پیدا ہو تا ہے کہ آ ج کے دور میں جب علم ، سا ئنس ،ٹیکنا لو جی اور ذرائع ِعلم اتنے ترقی کر چکے ہیں کہ ایک بنیا دی سا ئنسی تعلیم رکھنے والا شخص گھر بیٹھے انٹر نیٹ کے ذریعے چا ند کی پیدا ئش سے لیکر اس کی لمحہ بہ لمحہ بڑ ھتی ہو ئی عمر معلو م کر سکتا ہے۔اسی طر ح آ ج ہر تعلیم یا فتہ شخص کو معلو م ہے کہ مشر قی اور مغر بی مما لک میں دن اور را ت کے اوقا ت میں کتنا تفا وت ہے ۔اگر جا پا ن میں صبح طلو ع ہو رہی ہے تو امریکہ میں رات کا آ غا ز ہو رہا ہے۔اور اس تفاوت کو خود فقہاء نے بھی اپنی کتب میں بیان کیا ہے۔نیز سعو دی عر ب کے مفتیان اور جید علما ء کے فتا ویٰ مو جو د ہیں (جن میں شیخ بن باز کا ذکر اوپر ہو چکا) کہ ہر ملک کے لو گ اپنے مقا می مطلع کی پیروی کر یں اور اس حوالے سے سعو دی عرب کی رؤیت اور اعلان کی پیروی نہ کر یں تو قرینِ قیاس یہی معلوم ہوتا ہے کہ اختلافِ مطالع کا اعتبار کرتے ہوئے ہر ملک کے لوگوں کی مقامی رؤیت کو معیار بنا کر تسلیم کیا جائے۔اس سے ہر ملک کے باسیوں کو سہولت اورآسانی ہوگی۔

نتیجہ بحث اور سفارشات:

دورِ حاضر میں دنیا بھر کے اسلامی ممالک میں رؤیتِ ہلال کیلئے درج ذیل تین طریقے اپنائے جا رہے ہیں پہلی صورت یہ ہے کہ ماہِ رمضان اور عیدین کے لئے چاند دیکھا جاتا ہے اور جب چاند بالکل صاف نظر آجائے تو رمضان اور عیدین کا آغاز کیا جا تا ہے، دوسری صورت یہ ہے کہ اگر عوارض کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے تو حضور نبی اکرم ﷺ کے ارشا د کے مطا بق اکما لِ عدت کیا جا تا ہے یعنی تیس دن پورے کئے جا تے ہیں ،تیسری صورت یہ

ہے کہ ماہرینِ فلکیات بتاتے ہیں کہ آج رات چاند افق پر قابلِ رؤیت ہو گا اور یہ بات تحقیقی طور پر معلوم ہو جائے تو اس پر عمل کیا جاتا ہے،چونکہ مطالع میں اختلاف ربِّ کائنات نے رکھا ہے اور صحابہ کرام نے اس کو قبول کیا اور اس پر عمل کیا جس کا مشاہدہ ہم ہر روز کرتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ دنیا بھر میں کہیں دن ہے تو کہیں اُسی وقت رات پائی جاتی ہے لہٰذا قرینِ قیاس یہی ہے کہ دنیا بھر کے مسلمانوں کو اس بات پر مجبور نہ کیا جائے کہ وہ کسی ایک خاص ملک کے مطلع کی رؤیت اور اعلان کی پیروی کر کے رمضان کے روزے رکھیں اور عید منائیں ہاں البتہ ایک ہی ملک میں مختلف دنوں میں رمضان یا عید کی ابتدا کرنا یا دو ایسےقریبی ملک کہ جن کا مطلع تقریباً ایک ہے اوراس میں اختلاف نہیں ہے ان میں ایسا کرنا امت میں انتشار پیدا کرنا ہے جس سے بہر طور احتراز لازم ہے۔

References

1. Yonas 10:5
2. Al-Najjar, Abdul Wahab, (1936), Qasas al-Anbiya, Cairo, Egypt, Matabat al-Nasr, P 40-41
3. Al-Bukhari, Muhammad bin Ismail, (1422 AH) Sahih al-Bukhari, Beirut Lebanon, Dartuk al-Najat, V.3,P.27
4. Al-Qashiri, Muslim bin Hajjaj, Sahih Muslim, Beirut Lebanon, Dar Ihya Al-Tarath al-Arabi, V.2, P759 ,.Ibid
5. Sahih Muslim,V2,P762
6. Tirmidhi, Muhammad bin Isa, Sunan Tirmidhi, Beirut Lebanon, Dar al-Gharb al-Islami, V.2, P65
7. Sajistani, Abu Dawud Suleiman bin Ash'ath, Sunan Abi Dawud, Beirut, Lebanon, Al-Muktaba Al-Asriyah Saida, V2, P298.
8. Qazwini, Ibn Majah Muhammad bin Yazid, Sunan Ibn Majah, Cairo, Egypt, Dar ihaya al-Kutub al-Arabiya, V1,P530.
9. Qurtubi, Abulwaleed Muhammad bin Ahmad bin Rushd, Badayat al-Mujtahid and Nahayat al-Muqtasad, Cairo, Dar al-Hadith, V2.P 46.
10. Ibn Hajib, Uthman bin Umar bin Abi Bakr bin Yunus, Abu Amr Jamal al-Din Ibn Al-Hajib al-Kurdi al-Maliki, Jami al-Umahat, Riyadh, Saudi Arabia, Al-Imamah for Printing and Publishing, V1, P170
11. Al-Sawi, Abu al-Abbas Ahmad bin Muhammad al-Khaluti al-Sawi al-Maliki, Balghat al-Salik Laqrab al-Masalik known as the Hashiyyah al-Sawi Ali al-Sharh al-Sagheer, Cairo, Dar al-Maarif, V1, P 686.

12. Al-Shirazi, Abu Ishaq Ibrahim bin Ali bin Yusuf, Al-Muhizb fi Fiqh Imam al-Shafi'i, Beirut, Dar al-Kitab Al-Ulamiya, V1, P328
13. Baghwi, Abu Muhammad al-Hussein bin Mas'ud bin Muhammad bin Al-Fara, Al-Tahzeeb fi Fiqh Imam al-Shafi'i, Beirut, Dar al-Kitab Al-Ilamiya, V.3, P147.
14. Ibn-e-Qudama, Abu Muhammad Moafaq al-Din Abdullah bin Ahmad bin Muhammad bin Qudama Al-Maqdisi, Al-Mughni Laban Ibn Qudama, Cairo, Al-Qaira School, V3, P109
15. Ibn Taymiyyah, Taqi al-Din Abu al-Abbas Ahmad bin Abd al-Haleem Kitab al-Saam min Sharh al-Umda, Riyadh, Dar al-Ansari, V1, P75
16. Al-Morghinani, Ali bin Abi Bakr bin Abdul Jalil al-Farghani, Al-Hidayah fi Sharh Badayat al-Mubatdi, Beirut, Darahiya al-Tarath al-Arabi, V1, P 117.
17. Mulla Nizam, Al-Shaykh Nizam Burhan, Al-Fatawi Al-Hindiyyah in the Madhhab of Imam Al-Azam Abi Hanifa Al-Nu'man, Beirut, Dar al-Fikr, V1, P197
18. Al-Jisas, Ahmad bin Ali Abu Bakr al-Razi al-Hanafi, Sharh al-Tahawi, Beirut, Dar al-Bashair al-Islamiyya and Dar al-Sarraj, V2, P399
19. Al-Sarakhsi, Muhammad bin Ahmad bin Abi Sahl Shams al-Aima, Al-Mabusut, Beirut, Dar al-Marafah, V3, P78.
20. Bin Baz, Abdul Aziz Bin Abdullah, Majum Fatwa Al-Allama Abdul Aziz Bin Baz, Saudi Arabia, Al-Riyasat Al-Ama'a Moqaq Al-Riyasat Al-Uma for Scientific Research and Ifta, V 15, P 66
21. Al-Qari, Mulla Ali bin Sultan Muhammad Al-Harwi, Marqa'at al-Khalya Sharh Mishkaat al-Mashab, Beirut, Dar al-Fikr, V4, P1372
22. Ibn Abidin, Muhammad Amin bin Umar bin Abdul Aziz, Red al-Muhthar Ali al-Dur al-Mukhtar, Beirut, Dar al-Fikr, V2, P387.
23. Qurtubi, Abulwaleed Muhammad bin Ahmad bin Rushd, Badayat al-Mujtahid and Nahayat al-Muqtasad, Cairo, Dar al-Hadith, V2, P 46.
24. Al-Alusi, Shahab al-Din Mahmud bin Abdullah, Ruh al-Ma'ani fi Tafsir al-Qur'an al-Azeem: Beirut, Darahiya al-Trath al-Arabi, V10, P 90, 91.
25. Albrah 2:189
26. Al-Raghib, Abul Qasim al-Hussein bin Muhammad al-Isfahani, Al-Mufardat fi Gharib al-Qur'an, Beirut, Dar al-Marafah, P544.
27. Al-Raghib, Abul Qasim al-Husayn bin Muhammad al-Isfahani al-Mufardat fi Gharib al-Qur'an, Damascus, Dar al-Qalam, V.2, P367
28. Ibn Taymiyyah, Taqi al-Din Abu al-Abbas Ahmad bin Abdul Halim, Majum al-Fatawa, Egypt, Alexandria, Dar al-Wafa, V25, P135
29. Ibn Taymiyyah, Taqi al-Din Abu al-Abbas Ahmad bin Abdul Halim, Majum al-Fatawa, Egypt, Alexandria, Dar al-Wafa, V25,P146

30. Al-Qashiri, Muslim bin al-Hajjaj Abul Hasan al-Nisha Buri al-Musnad al-Sahih, Beirut, Darahiya al-Tratah al-Arabi,V 2, P 765.
31. .35Al-Tirmidhi, Muhammad bin Isa bin Surat bin Musa bin Al-Dahhak, Sunan Tirmidhi, Misr, Sharkat Maktabat wa Muttabat Mustafa al-Babi al-Halabi, V3, P67
32. Qurtubi, Abulwaleed Muhammad bin Ahmad bin Rushd, Badayat al-Mujtahad wa Nahayat al-Muqtasad, Cairo, Dar al-Hadith, V2, P50.
33. Al-Baghwi, Abu Muhammad al-Hussein bin Mas'ud bin Muhammad bin al-Fara al-Shafi'i, Al-Tahzeeb fi fiqh of Imam al-Shafi'i, Beirut, Dar al-Kitab al-Ilamiya, V3, P147
34. Ibn Qudama, Abu Muhammad, Abdullah Ibn Ahmad Ibn Muhammad Ibn Qudama Al-Maqdisi Al-Hanbali, Al-Mughni Laban Ibn Qudama, Cairo, Muktabat Al-Qahira, V3, P107
35. Al-Kasani, Alauddin, Abu Kirban Masoud bin Ahmad al-Hanafi, Badi' al-Sina'i fi shar'i al-Sharia', Beirut, Dar al-Kitab al-Ilamiya, V 2, P 83.
36. Al-Nawwi, Abu Zakaria Yahya bin Sharaf bin Marri, Sharh al-Nawwi Ali Sahih Muslim, Beirut, Darahiya al-Tarath al-Arabi, V7,P197
37. Al-Mardawi, Alauddin Abu al-Hasan Ali bin Sulaiman al-Dumashqi al-Hanbali, Al-Insaf fi Ma'rifat al-Rajh min al-Khilaf, Beirut, Darahiya al-Tarath al-Arabi,V.3, P273.
38. Al-Zailee, Uthman bin Ali bin Muhjan al-Bara'i, Fakhr al-Din al-Hanafi, Tabeen al-Haqaiq Sharh Kinz al-Daqayq wa Hashiyat al-Shilbi', Cairo, Al-Mutabat al-Kubra al-Amiriyya, V1, P 316.
39. Al-Sharanbilali, Hasan bin Ammar bin Ali al-Masri al-Hanafi, Al-Muraqi al-Falah Sharh Noor al-Izah, Egypt, Al-Muktab al-Asriya, V1, P 244.
40. Al-Sharanbilali, Hasan bin Ammar bin Ali al-Masri al-Hanafi, Al-Muraqi al-Falah Sharh Noor al-Izah, Egypt, Al-Muktab al-Asriya, V. 1, P244.
41. Al-Qarafi, Abu al-Abbas Shahab al-Din Ahmad bin Idris bin Abd al-Rahman al-Maliki, al-Zakhirah, Beirut, Dar al-Gharb al-Islami, vol.2, p.488.
42. Barelvi, Imam Ahmad Raza Khan, Fatawa Rizviyyah, Karachi, Majlis-ul-Madinah Ulamiyyah, V10, P 89.
43. Ibn Abidin, Muhammad Amin bin Umar bin Abd al-Aziz Abidin Al-Dumashqi Al-Hanafi, Rebuttal to Al-Dur al-Mukhtar, Beirut, Dar al-FikrV2, P393.